گفتگو: روپے اور جانماز سے

ڈاکٹر جاسم محمد مطوع°

اس کا چہرہ گرد سے اَٹا پڑا تھا۔ کپڑوں پر جگہ جگہ پیوند تھے۔ بھوک اور بدحالی چہرے سے صاف جھلک رہی تھی۔ میں نے اسے بنک کی دہلیز پر سوتے ہوئے دیکھا۔ سورج کی کرنیں قریب تر ہوتے ہوتے اس کے سینے تک جا پہنچی تھیں۔ لیکن ان کی گرمی ابھی اسے محسوس نہیں ہوئی تھی۔ شاید بھوک کے مارے وہ رات بھر سو نہیں سکا تھا۔

میں اسے دیکھ کر گہری سوچ میں ڈوب گیا: ''اس فقیر کے اور دولت کے خزانے کے درمیان صرف چند میٹر کی دوری ہے۔ بخدا ہم تضادات کی دنیا میں جی رہے ہیں''۔

میں نے جیب میں حرکت محسوس کی۔ ہاتھ ڈالا تو گرم اور متحرک سی چیز ہاتھ آ گئی۔ نکال کر دیکھا تو حیرت کی انتہا نہ رہی، یہ تو روپیہ ہے۔

میں نے کہا: میری جیب میں تمھیں کیا پریشانی تھی جو نکلنے کے لیے یوں بے چین تھے؟

روپیہ: میں مدت سے تمھاری جیب میں ہوں، مگر تم نے میرے مقصدِ وجود کے مطابق کبھی میرے ساتھ معاملہ نہیں کیا۔

میں: تمھارے وجود کا کیا مقصد ہے؟

روپیہ: یہی کہ ذاتی ضروریات پر خرچ کرنے کے علاوہ اللہ کے بندوں کی مدد کی جائے۔ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مجھے خرچ کیا جائے۔

میں: لیکن یہ بھی تو بتاؤ کہ تم میرے پاس کس طرح پہنچے؟

° کویت، ترجمہ: ڈاکٹر محی الدین غازی

روپیہ: میری کہانی بہت لمبی ہے۔ میں بہت سے ہاتھوں میں گھومتا رہا ہوں۔ ایک شخص نے میرے بدلے شراب خریدی، دوسرے نے مجھے دے کر گندی فلمیں خریدیں، تیسرے نے چوتھے کو رشوت میں پیش کیا۔ اس نے تم سے ایک سامان خریدا اور میں تمھاری جیب میں آ گیا۔ وہ سب دولت کے پجاری تھے، البتہ ابھی تمھارے بارے میں زیادہ کچھ معلوم نہیں ہے۔

میں: تمھیں کیسے پتا چلا کہ وہ دولت کے پجاری تھے؟

روپیہ: ان کا میرے ساتھ سلوک اس پر گواہ ہے۔ اسی لیے امام حسن بصریؒ نے کہا تھا: ''ہر قوم کا ایک بت ہوتا تھا جسے وہ لوگ پوجتے تھے۔ اس قوم کا بت درہم و دینار [روپیہ] ہیں''۔

اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے مجھے بھلائی کے کاموں میں خرچ نہیں کیا تو میں تمھیں جلا دوں گا۔

میں: ارے یہ کیا کہہ رہے ہو؟

روپیہ: ہاں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''دردناک سزا کی خوش خبری دو ان کو جو سونے اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور انھیں خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؟ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا''۔

میں: تم تو بہت خطرناک چیز ہو۔

روپیہ: ان کا حال دیکھو، جن کے پاس میں پہلے تھا۔ وہ برائیاں بوتے تھے اور نیکی کے پھلوں کی اُمید رکھتے تھے۔ کیا ببول کے درخت سے انگور بھی ملا کرتے ہیں۔ ان کے راستے سے ہوشیار رہو۔ دیکھو، یہ بے چارا بھوک کا مارا فقیر جو تمھارے سامنے ہے، مجھے اس کے حوالے کر دو۔ میں قیامت کے روز تمھارے حق میں گواہی دوں گا۔ تم اپنے اندر سفیانؒ ابن عیینہ جیسا احساس پیدا کرو۔

میں: ابن عیینہ کون تھے اور ان کا احساس کیسا تھا؟ کچھ بتاؤ بھی تو سہی۔

روپیہ: وہ عظیم تابعی تھے۔ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں آگے آگے رہتے تھے۔ ایک بار اپنے شاگرد کے ساتھ جا رہے تھے کہ راستے میں ایک سائل ملا۔ اس دن ان کے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ وہ رونے لگے۔ شاگرد نے کہا: ''استادِ محترم آپ رو کیوں رہے ہیں؟'' انھوں نے جواب دیا: ''کسی آدمی کے لیے اس سے بڑی مصیبت کیا ہو گی کہ اس سے بھلائی کی توقع

کی جائے اور وہ توقع پوری نہ ہوسکے''۔

میں: یہ تو بڑا لطیف احساس ہے۔

روپیہ: یہ احساس پیدا کرو اور اپنی جوانی کے ان سنہرے اوقات کی قدر کرو، تاکہ اجروثواب میں کئی گنا اضافہ ہو۔

میں: تو کیا بھلائی کے کاموں پر بڑھاپے اور جوانی کا فرق بھی اثر انداز ہوتا ہے؟

روپیہ: ہاں، ایک شخص رسول پاکؐ کے پاس آیا اور پوچھا: اے اللہ کے رسولؐ سب سے عظیم صدقہ کیا ہے؟

آپؐ نے جواب دیا: وہ صدقہ جو تم تندرستی کی حالت میں دو، دل میں مال کی محبت ہو اور فقیر ہوجانے کا اندیشہ ہو۔

علامہ ابن بطالؒ اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ''چونکہ صحت ہوتی ہے تو مال سے محبت بھی بڑھ جاتی ہے۔ اسی لیے اس وقت صدقہ کرنا سچی نیت کی علامت اور زیادہ ثواب کا باعث قرار پایا۔ اس کے برخلاف ایک وہ آدمی ہوتا ہے جو اپنی زندگی سے مایوس ہوچکا ہوتا ہے اور اسے صاف نظر آتا ہے کہ اس کا مال اب دوسرے کی جھولی میں جانے والا ہے''۔

میں: بخدا تم نے میرے ذہن کے کئی بند گوشے کھول دیے۔ لیکن کیا تمھیں ایسا نہیں لگتا کہ تم فتنے کا سبب ہو؟

روپیہ: یقیناً میں ایک فتنہ ہوں۔ عام لوگوں کی بات چھوڑو۔ کتنے عالم، زاہد اور دین کے داعی ہیں جو میرے جال میں پھنس گئے۔ تم بہت سارے لوگوں سے ملو گے، جن کا لباس دین دارانہ اور جن کا دسترخوان زاہدانہ نظر آئے گا، لیکن وہ میری چمک اور کھنک برداشت نہیں کرپاتے۔

میں: تم درست کہہ رہے ہو۔ خدا مجھے فتنوں سے محفوظ رکھے اور قناعت کی دولت نصیب کرے۔ پھر میں آہستہ سے فقیر کے قریب جا بیٹھا۔ اپنا ہاتھ اس کے شانے پر رکھا۔ وہ چونک کر اُٹھ بیٹھا۔ میں نے کہا:

ڈرو مت، میں بھلا آدمی ہوں۔ یہ روپیہ لو اور اپنی مصیبتوں سے مقابلہ کرو۔

اس نے بے نیازی سے روپے لینے سے انکار کردیا اور بولا میں بھکاری نہیں ہوں۔

میں نے کہا: تم بھکاری نہیں ہو، لیکن ضرورت مند تو ہو۔

میرے اصرار پر اس نے وہ روپیہ لے لیا۔

جانماز سے

فجر سے کچھ پہلے اس کی آنکھ کھلی۔ اسے شدید پیاس کا احساس ہو رہا تھا۔ وہ بستر سے باہر نکلا۔ یکا یک اسے فرش کی طرف سے کراہنے کی آواز آئی۔ وہ غور سے دیکھنے لگا۔ آواز غائب ہوگئی۔ وہ پانی کے جگ کی طرف گیا، ایک گلاس پانی پیا اور دوبارہ آکر بستر میں گھس گیا۔

سردی اچھی خاصی تھی۔ کراہنے کی آواز دوبارہ سنائی دی۔ اس مرتبہ آواز اور تیز تھی۔ لگ رہا تھا کہ کوئی رو رہا ہے۔ اس نے لیٹے ہی لیٹے فرش کو ٹٹولا اس کے ہاتھ میں وہاں رکھی ہوئی جانماز آگئی۔ جانماز ہاتھ آتے ہی آواز بند ہوگئی۔

اس نے تعجب سے کہا: کیا تم ہی کراہ رہی تھیں؟

جانماز: ہاں۔

وہ: لیکن کیوں؟

جانماز: تمھیں تو تمھاری پیاس نے جگا دیا۔ تم پانی پی کر سیر بھی ہو گئے۔ مجھے بھی تو پانی کی ضرورت ہے، لیکن مجھے سیراب کرنے والا کوئی نہیں ملتا۔

وہ: تو کیا تم چاہتی ہو کہ میں ایک گلاس پانی تمھارے اوپر لا کر انڈیل دوں؟

جانماز: نہیں یہ پانی میری پیاس نہیں بجھائے گا، میری پیاس تو عبادت وانابت کرنے والے اللہ کے نیک بندوں کے آنسوؤں سے بجھے گی۔

وہ: میں تمھیں ایسے آنسو کہاں سے لا کر دوں، میری جانماز؟

جانماز: یہی تو میرے رونے کی وجہ ہے۔ اُٹھو رات کے اس اندھیرے میں دو رکعت نماز اللہ کے حضور ادا کرو۔ یہ نماز قبر کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں اُجالا کرے گی۔ رات تھوڑی سی ہی بچی ہے۔ وقت کم ہے۔ پھر فجر کا مؤذن اذان دے دے گا۔

وہ: تم مجھے میرے حال پر چھوڑ دو (وہ سوجاتا ہے)۔

جانماز: اٹھو فجر کی نماز تو پڑھ لو کہ فجر کی نماز قلب وروح کی زندگی ہے۔ دیکھو، مؤذن پکار

رہا ہے: الصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ”نماز نیند سے بہتر ہے“۔ تم...... تم دن رات دنیا کی پکار پر دوڑتے رہتے ہو مگر خداے ذوالجلال کی پکار پر تمھارے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ آخر تمھیں کیا ہو گیا ہے؟

وہ: (جھنجھلاہٹ سے) مجھے سونے دو۔ تم روز مجھے دیکھتی ہو میں رات کو تھکا ہوا آتا ہوں، مجھے جی بھر کر سو لینے دو۔ وہ پھر نیند کی آغوش میں چلا گیا۔

جانماز: سنو! کیا تم اپنی زندگی، دین سے زیادہ دنیا کی نذر کر دو گے؟

وہ: (سختی سے) اب خاموش ہو جاؤ۔ میں تھکا ہوا ہوں، مجھے سونے دو۔

جانماز: (غمگین لہجے میں) آہ کہاں گئے وہ فجر کے نمازی! کہاں گئے وہ فجر والے!

سنو! کیا تم نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خوش خبریاں نہیں سنیں:

- جس نے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے سے پہلے (یعنی فجر اور عصر کی) نماز پڑھی، وہ جہنم کی آگ میں نہیں جائے گا۔
- جس نے ٹھنڈک والی (فجر اور عصر) دونوں نمازیں پڑھیں وہ جنت میں جائے گا۔
- اندھیرے میں مسجد کی طرف جانے والوں کو قیامت کے دن مکمل نور کی خوش خبری سنا دو۔
- منافقوں پر فجر اور عشاء سے زیادہ گراں اور کوئی نماز نہیں ہے اور اگر وہ ان کے ثواب کو جان لیں تو گھسٹتے ہوئے آئیں۔

وہ: چونک پڑا! اس کا مطلب ہے کہ فجر کی نماز بہت اہم ہے۔

جانماز: یہی تو بات ہے۔ اب اُٹھو، اٹھ کر نماز کی تیاری کرو۔

وہ: دیکھو میں کل سے ضرور نماز شروع کر دوں گا لیکن آج مجھے سونے دو۔ آج تھکا ہوا ہوں۔

جانماز: (افسوس سے) جسے عمل کے ثواب کا یقین نہ ہو، اس پر ہر حالت گراں ہوتی ہے۔ سونے کے لیے قبر کی کوٹھری بہت کافی ہے، مدتوں سوتے رہو گے، پھر میری نصیحت یاد آئے گی۔

جانماز خاموش ہو گئی۔ وہ دوبارہ سو گیا۔ لیکن یہ کیا! یہ تو اس کی آخری نیند تھی۔ وہ سویا مگر پھر اس کی آنکھ نہیں کھل سکی......!